۲۔ حسین بن علی رضی الله عنهما وأرضاهما: آپ نے بھائی حسن کے بعد أم اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ سے نکاح کیا۔ جن کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئی۔[المعارف ۹۳]

۳۔ عبدة بنت علی بن حسین بن علی مرتضیٰ: آپ کا نکاح نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ سے ہوا۔ ان سے پہلے محمد بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار کے عقد میں تھی۔[نسب قریش ٦٢]

۴۔ حسن المثلث بن الحسن المثنیٰ بن الحسن السبط بن علی المرتضیٰ ﷺ: انہوں نے عائشہ بنت طلحہ الجود بن عبیداللہ التیمی سے نکاح کیا۔ شیخ عباس قمی بعنوان ''اولاد حسن المثلث'' لکھتا ہے'' آپ کی چھے اولاد تھیں: طلحہ، عباس، حمزہ، ابراہیم، عبداللہ اور علی۔ عباس کی ماں عائشہ بنت طلحہ الجود ہے۔[منتهی الآمال طبع مؤسسة النشر قم ۱/ ٤٨٥]

۵۔ عون بن محمد بن علی المرتضیٰ: آپ نے حفصہ بنت عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی سے نکاح کیا۔ عون سے پہلے بالترتیب قاسم بن عبداللہ، ہاشم بن عبدالملک اور محمد بن عبداللہ کے عقد میں آئی پھر عون بن محمد پھر عبداللہ بن حسن پھر عثمان بن عروۃ بن زبیر سے نکاح ہوا۔[المحبر ٤٤٨]

٦۔ ابراهيم بن محمد المحدث بن الحسن بن محمد الجوانی بن عبيدالله الأعرج بن حسن الأصغر بن علی زين العابدين: انہوں نے ایک تیمی قریشی عورت سے شادی کی۔[حاشية عمدة الطالب ٢٩٤]

❁❁❁❁❁❁

﴿ يٰأيتها النفس المطمئنة ﴾

24 فروری 2011ء کو مولانا خلیل احمد -رحمة الله عليه- شیخ الحدیث دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈانوالہ ضلع فیصل آباد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، آپ کا تعلق ضلع لیہ سے تھا۔ بطور مدرس 42 سال خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ بلتستانی طلباء کے ساتھ خصوصی شفقت کرتے تھے۔ جزاه الله خيراً كثيراً وغفرله واسكنه جنات النعيم

جمعیت اہلحدیث بلتستان اور اس کے ادارے مرحوم کے لواحقین اور احباب جماعت سے تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے، درجات بلند کرے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

جمعیت اہلحدیث بلتستان ، جامعہ دارالعلوم بلتستان غواڑی ، ادارہ مجلہ: التراث

اوصافِ واعظین

میاں انوار اللہ ۔اسلام آباد

''واعظ'' کی گرانقدر ذمہ داری سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کے لیے عالم دین کودرج ذیل ''شروط وآداب'' سے مزین ہونا ضروری ہے:

۱۔ واعظ پختہ صاحب علم ہو: اسلام کی تعلیمات میں سب سے پہلا مقام علم کو دیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اقرأ باسم ربک الذی خلق ۞ خلق الإنسان من علق ۞ اقرأ وربک الأکرم ۞ الذی علم بالقلم ۞ علم الإنسان ما لم یعلم ۞﴾[العلق ۱۔۵] ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔جس نے انسان کوخون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہ جانتا تھا''

کچھ علم انسان کے ذہن میں ہوتا ہے۔کچھ علم کا اظہار قوت گویائی سے ہوتا ہے۔کچھ علم انسان قلم سے کاغذ پر لکھ کر محفوظ کر لیتا ہے۔قلم کے علم کے علاوہ علم کی تمام اقسام انسان کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔جبکہ قلم کی نوک پر آیا ہوا علم عام طور پر محفوظ و مامون ہوتا ہے۔ماضی کی تاریخ بشمول مذہبی کتب بھی قلم کی وجہ سے نئی پود تک پہنچی ہیں۔آج کل کمپیوٹر، کاغذ اور سی ڈیز قلم ہی کی جدید ترین شکلیں ہیں۔

علم کی اہمیت: ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ۞﴾[الزمر:۹] ''بتاؤ علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟'' اور ارشاد ہے ﴿یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت﴾[المجادلة:۱۱] اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں، ان کے درجے بلند کردے گا'' بدر کے قیدیوں کو جو فدیہ نہیں دے سکتے تھے حکم دیا گیا کہ ہر قیدی دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔'' [الرحیق المختوم ص:۳۱۴]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔پھر فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی سب مخلوق حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی پانی میں دعائے خیر کرتی ہے اور رحمت بھیجتی ہے اس شخص پر جو لوگوں کو نیک بات سکھائے۔'' [ترمذی ابواب العلم مترجم ۲/۲۴۵]

۲۔ واعظ عملِ صالح کا پیکر ہو: اسلام اپنے پیروکاروں سے عمل صالح کا تقاضا کرتا ہے۔قرآن مجید میں

بار بار اللہ تعالیٰ نے ﴿امنوا﴾ کے ساتھ ﴿عملوا الصّٰلحٰت﴾ کا ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ ورنہ زبانی جمع خرچ کے طور پر کلمہ پڑھنے پر کفارِ مکہ کو قطعاً اعتراض نہ ہوتا۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿إن الذين اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وأقاموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة لهم أجرهم عند ربهم﴾ [البقرة: ۲۷۷] ''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے (سنت کے مطابق) نمازیں قائم کیں اور زکوٰۃ ادا کی، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔'' ﴿وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا﴾ [بني اسرائيل: ۳٤] ''اور وعدے پورے کرو کیونکہ وعدوں کی باز پُرس ہونے والی ہے۔'' ﴿من عمل صالحا من ذكر أو أنثٰى وهو مؤمن فلنحيينه حيٰوة طيبة ولنجزينهم أجرهم بأحسن ما كانوا يعملون﴾ [النحل: ۹۷] ''جو شخص صالح عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ باایمان ہو تو ہم اُسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے عمل صالح کا بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔''

۳۔ گفتار اور کردار میں مطابقت ہو: ارشادِ الٰہی ہے: ﴿يٰأيها الذين اٰمنوا لِمَ تقولون ما لا تفعلون ۞ كبر مقتا عند الله أن تقولوا ما لا تفعلون ۞﴾ [الصف: ۳۔٤] ''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں! اللہ تعالیٰ کے ہاں سنگین گناہ ہے ان باتوں پر جو تم کرتے نہیں ہو۔''

اے مسلمان ! اپنے دل سے پوچھ ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم ؟
مُرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب اللہ کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

۴۔ واعظ موحّد ہو: ارشادِ الٰہی ہے: ﴿قل إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العٰلمين ۞ لا شريك له وبذلك أُمرت وأنا أول المسلمين ۞﴾ [الأنعام: ۱٦۲۔۱٦۳] ''آپ (ﷺ) فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے، جو سارے جہاں کا مالک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے: ﴿اسلمت لرب العٰلمين ۞﴾ [سورة البقرة: ۱٦۳] ''میں رب العالمین کے لیے مسلمان یعنی اطاعت گزار ہو گیا۔''

۵۔ حلیم الطبع ہو: واعظ کا حلیم الطبع ہونا لازمی ہے۔ اس کی برکت سے لوگ اس کے پاس کھنچے چلے آتے ہیں۔ ﴿إن إبراهيم لحليم أوّاه منيب ۞﴾ [هود: ۷۵] ''یقیناً ابراہیم بہت تحمل والے نرم دل اور اللہ کی جانب جھکنے والے تھے۔''

۶۔ بے لوث ہو: ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وما أسئلكم عليه من أجر إن أجري إلا على رب العلمين ۝ ﴾ [الشعراء: ١٤٥] ''میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میری اجرت تو بس پروردگار عالم پر ہی ہے۔'' سورۃ یٰسین آیت نمبر ۲۱ میں بھی یہی نکتہ بیان ہوا ہے: ﴿ اتبعوا من لا يسئلكم أجرا وهم مهتدون ۝ ﴾ ''ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہِ راست پر ہیں۔''

۷۔ عجز وانکساری کا مجسمہ ہو: رسول اللہ ﷺ کا سفر طائف اور وہاں کے باسیوں کا مذاق اڑانا، پتھروں کی بارش، جسم اطہر کا لہولہان ہونا، پاؤں اور ٹانگوں کا زخموں سے چور چور ہونا واعظ وداعی کے صبر وتحمل کی اعلیٰ مثال ہے۔ دراصل اس وقت طائف کے مکین اللہ سے ناآشنا اور بے رحم تھے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام لے کر پہاڑوں کے فرشتے آئے کہ حکم دیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ان ظالموں کو پیس کر کچومر نکال دوں۔ فرمایا: ''نہیں، مجھے امید ہے کہ ان کی نسل سے کلمہ گو نکلیں گے۔''

قطرہ آغوشِ تلاطم میں گہر بنتا ہے   آبرو چاہیے تو طوفان میں گہر پیدا کر

یہ عجز وانکساری سرمایہ افتخار ہے اور یہ مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی تفسیر ہے:

(۱) ﴿ والكظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين ۝ ﴾ [آل عمران: ١٣٤]
''جو غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ ان نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

(۲) ﴿ خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجهلين ۝ ﴾ [الاعراف: ١٩٩] ''آپ درگزری اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔''

(۳) ﴿ ولمن صبر وغفر إن ذلك لمن عزم الأمور ۝ ﴾ [الشوریٰ: ٤٣] ''اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

(۴) ﴿ وليعفوا وليصفحوا ألا تحبون أن يغفر الله لكم والله غفور رحيم ۝ ﴾ [النور: ٢٢] ''بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے۔ اللہ پاک قصوروں کو معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔''

۸۔ واعظ عفو ودرگزر کا خوگر ہو: معاف کر دینا بہت ہی عالی ظرفی کا مظاہرہ ہے۔ اور معاف کر دینے والا